ملک کو سیکولر بنانے کا خواب
کبھی شرمندہ تعبیر نہیں ہوسکتا۔ (انشاءاللہ)

تحریر:۔ ابوغضنفر آل محمد۔ جامعہ سلفیہ

پاکستان کے لئے ہمارے اسلاف اور آباؤاجداد نے بے دریغ قربانیاں دیں۔ ماؤں اور بہنوں نے اپنی عصمتیں لٹوائیں نوجوانوں نے اپنی رگ حیات کا خون اس نظریاتی ریاست کی بنیادوں میں نچوڑا تاکہ ''پاکستان کا مطلب کیا لاالہ الااللہ'' کا نعرہ ایک تناآور درخت بن کر پورے عالم کو اپنی لپیٹ میں لے لے تو اس کی چھاؤں میں ہر فرد سکون پائے۔

ایک دن آیا کہ مصائب و مشکلات کے سائے ڈھل گئے، تاریکی سے روشنی کا دور شروع ہوا۔ تو وہ سہانی شب بھی آئی جب دو قومی نظریے کے تحت یہ نظریاتی ریاست معروض وجود میں آئی تو ساتھ ہی اس کے وجود کے دشمن اس نظریاتی ریاست کے اصل مشن سے خوف زدہ سانپ بھی بلوں سے نکلے اور بھرپور طریقے سے اس کوشش میں مصروف ہوگئے کہ اگر اس کے وجود کو ہم ختم نہیں کرسکتے تو اس کو لاغر، کمزور اور اپاہج ضرور کرنا چاہئے۔ کسی ملک کو لاغر، کمزور اور اپاہج کرنے کیلئے ان کے نوجوانوں کے ذہنوں کو ان کے اصل مشن سے پھیر دیا جاتا ہے۔

دینی جذبہ اور ایمانی غیرت کو ختم کردیا جاتا ہے۔ ضمیر کو مار دیا جاتا ہے تاکہ اس نظریاتی ریاست کی ایک متاع عزیز نوجوان جو اسی ملک کے صاحب اقتدار بننے والے ہیں انکی سوچ فکر، ان کے وجود نظریے سے مختلف ہوچکی ہو۔ تو پھر اغیار کو اپنے مشن کی تکمیل میں آسانی دکھائی دیتی ہے کیونکہ اب ان کی سوچ اور فکر اپنے قبضے میں نہیں بلکہ اس قوت سے عاری قوم غیروں کے اشاروں کی محتاج بن گئی ہے۔

جب وزیر داخلہ ملک کو سیکولر ریاست بنانے کے دلی جذبات نیویارک ٹائمز کے حوالے کر رہے تھے اس وقت ہمارے چیف ایگزیکٹو ایران میں بیٹھ کر بھارت کو گیس کی فراہمی کیلئے ایک معاہدے پر دستخط کر رہے تھے۔

یہی کیفیت آج ہمارے وطن عزیز کی ہے جس کے وزیر داخلہ نے نیویارک ٹائمز کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا ہے کہ پاکستان کو ترقی پسند جدید، متحمل اور روادار سیکولر سٹیٹ ہونا چاہئے۔ ہماری اپنی پالیسی ہے۔ حکومت ان ہزاروں مدارس کو کنٹرول کرنے کا غیر مبہم اور واضح فیصلہ کرچکی ہے۔ جن میں سے بعض اہل مغرب کے خلاف نفرت پھیلاتے ہیں اور بعض کشمیر، افغانستان، بوسنیا اور چیچنیا کے جہاد کیلئے نوجوانوں کو تربیت دے رہے ہیں۔ وزیر داخلہ نے یہ بھی انکشاف کیا ہے کہ حکومت نے عسکریت پسندوں کا نیٹ ورک توڑنے کے لئے مہم شروع کردی ہے۔''

تو امریکہ کے نائب وزیر خارجہ برائے جنوبی ایشیا کارل انڈر فرتھ نے حکومت پاکستان کے اس فیصلے کا خیر مقدم کیا ہے اور کہا کہ ہم ایسی ہی خبریں سننے کے متمنی تھے۔ ایک اور امریکی عہدیدار نے کہا کہ یہ اقدامات ان کوششوں سے زیادہ لگتے ہیں جو اب تک ہمارے دیکھنے میں آئے ہیں۔

اب ہم ان تمام اشکالات کا جائزہ لیتے ہیں کہ ان اعتراضات کی حقیقت کیا ہے؟

ا۔ جہاں تک پروگریسو، جدید اور متحمل المزاج سیکولر ملک بنانے کا اعلان ہے تو وزیر داخلہ کو غور کرنا چاہئے تھا کہ پاکستان اسلامی جمہوریہ ہے اور اس کے اسلامی تشخص کی بنیاد بانیان پاکستان پر مشتمل پہلی دستوریہ کی منظور

کردہ قرار داد مقاصد پر رکھی گئی تھی اور یہ وہ متفق علیہ دستاویز ہے جسے سابقہ دساتیر کی طرح 1973 کے دستور کی اساس بنایا گیا اور بعد میں اسے دستور کے قابل نفاذ حصے کے طور پر شامل کیا گیا۔ اس قرارداد میں یہ عہد کیا گیا ہے کہ پاکستان میں قرآن وسنت کے منافی کوئی قانون سازی نہیں کی جائے گی لہذا سیکولر یا اسلامی ریاست کا مسئلہ چھیڑنا قومی بنیادوں پر کلہاڑا چلانے کے مترادف ہے۔ شاید وزیر داخلہ کو اس بات کا احساس نہیں کہ سیکولر ازم کا تصور پاکستانی قومیت کے پس منظر میں ایک الگ معنویت و اہمیت بھی رکھتا ہے اس سے مسلم قومیت کے اس تصور کی بھی نفی ہو جاتی ہے جس کی بنیاد پر برصغیر کے مسلمانوں کیلئے الگ وطن کی تحریک چلائی گئی اور پاکستان کا وجود عمل میں آیا۔ بہر حال ملک کو سیکولر بنانے کا خواب کبھی بھی اور کسی بھی حکمران کا خواب انشاء اللہ شرمندہ تعبیر نہیں ہو سکے گا۔

جہاں تک تعلق ہے مدارس کو کنٹرول کرنے کا، دو اسباب کی بناء پر، جن میں اول اہل مغرب کے خلاف نفرت پھیلانا اور دوم نوجوانوں کو جہادی ٹریننگ دینے اور انہیں لانچ کرنے کا۔ میں سمجھتا ہو کہ وزیر داخلہ نے جہاں یہ بیان دے کر اہل مغرب سے داد وصول کی۔ وہاں اسلام دشمنی کا بھی کھل کر اظہار کیا ہے۔ دور حاضر میں اہل مغرب کے اطوار سے امت مسلمہ کو باخبر کرنے اور ان کے مذموم پروپیگنڈے سے محفوظ رکھنے کے لئے اہل مغرب کے خلاف نفرت پھیلانا ہماری مجبوری اور قوم کو اس سے آگاہ کرنا ہماری مذہبی ذمہ داری ہے۔

اور جہاں تک جہادی ٹریننگ اور مظلوم مسلمانوں کیلئے نوجوانوں کے امدادی گروہ بھیجنے کا تعلق ہے یہ ہمارا مذہبی فریضہ ہے اور یہی جذبہ ہمارے ملک کی بنیادوں میں موجود ہے۔

اور جہاں تک وزیر داخلہ کے اس بیان کا تعلق ہے کہ ہم نے عسکریت پسندوں کا نیٹ ورک توڑنے کے لئے مہم شروع کر دی ہے یہ ان کی اسلام دشمنی کا منہ بولتا ثبوت ہے کیونکہ فرمان نبوی ﷺ "الجهاد ماض الى يوم القيام" جہاد قیامت تک جاری رہے گا، عسکریت پسندوں کا نیٹ ورک توڑنے والے ایک دن آئے گا کہ انشاء اللہ خود ٹوٹ جائینگے۔

حکومت کو تو چاہئے تھا نظریاتی ریاست کے باسیوں اور عالم اسلام کے افراد کو اہل مغرب کے عزائم سے باخبر رکھتے، ان کے غلیظ مشنوں کو ناکام بناتے ان سے خود عوام الناس کو متنفر کرتے اور ان ظالم بھیڑیوں سے مظلوم مسلمانوں کو نکالنے کے لئے اپنی تمام تر توانائیاں صرف کر دیتے تاکہ چہار سو وہ رونقیں نظر آجاتیں جس کے لئے پاکستان کو وجود ملا ہے مگر افسوس ان حکمران ملت پر۔

چیف ایگزیکٹیو کو بھی چاہئے کہ اس انٹرویو کا نوٹس لیں جو وزیر داخلہ نے نیویارک ٹائمز کو دیا جس کے بعد میں وزیر داخلہ نے تردید بھی کی مگر نیویارک ٹائمز نے اس کو قبول کرنے سے انکار کرتے ہوئے کہا کہ نہ یہ خبر خلط ملط ہوئی نہ غلط شائع ہوئی بلکہ وزیر داخلہ کے ہی بیانات تھے۔

وزیر داخلہ کے بیان سے زیادہ افسوس جنرل مشرف پر کہ جب وزیر داخلہ اپنا انٹرویو دے رہے تھے اس وقت جنرل مشرف ایران میں بیٹھ کر بھارت کو گیس فراہمی کے لئے ایک معاہدے پر دستخط کر رہے تھے۔ جو پاکستان سے گزرے گی ایک فوجی حکمران کے دماغ سے یہ بات کیسے اتر گئی کہ میرے اس معاہدے سے کشمیری عوام اور مجاہدین کے مورال پر کیا اثر پڑے گا معلوم ہوتا ہے کہ وزیر داخلہ کے انٹرویوں اور اس معاہدے کے پیچھے کوئی چیز ضرور موجود ہے جو ہمارے وطن، ملت اور قوم کے لئے قطعی طور پر فائدہ مند اور نفع بخش نہیں۔

حکمرانو۔ اقتدار کی خاطر ملک و ملت کو داؤ پر لگانے والے ننگ کو ٹھڑیوں کی نظر ہو جاتے ہیں یا کسی غیرت مند کی گولی کا نشانہ بنتے ہیں یا پھانسی کا پھندا ان کے استقبال میں بے تاب ہوتا ہے کیونکہ یہ ریاست بوڑھوں کے لرزتے ہاتھوں اور کپکپاتے ہونٹوں کی دعاؤں کی تصویر ہے۔ اس کی بنیادوں کی اینٹیں "لا الہ الا اللہ" کی کرنوں سے سل کر جڑی اور جُڑی ہوتی ہیں یہ بنیان وصوص ہیں۔ اتنی انمول مملکت مٹنے کے لئے ہرگز زیر فلک طلوع نہیں ہوئی۔

ہاں اگر اس کو کوئی چیز کھوکھلا کر سکتی ہے تو وہ نظریہ پاکستان سے روگردانی، مغربی افراد کی اندھی تقلید، حقائق سے بے اعتنائی اور فرمان مصطفیٰ سے بے نیازی، یہی بیماریاں ہیں جو اس نظریاتی ریاست کو سیم تھور اور سیاہ شور کی طرح کھا جائیں گی جس کی طرف وزیر داخلہ نے قدم اٹھایا ہے ہر محب وطن کی ذمہ داری ہے کہ ملک و ملت کے خلاف اٹھنے والے قدم کو روکے، کھلنے والی زبان کو کاٹے بڑھنے والے ہاتھ پکڑے ورنہ داستان تک نہ ہو گی داستانوں میں۔